فاروقی تلوار
مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ الرحمہ
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فاروقی تلوار

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

تقریظ

علم و حکمت کا مینارہ (حضرت علامہ محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری)

تحریر: محترمہ راحیلہ غزنوی کراچی

یہ مضمون حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہٗ کی حیات میں لکھا گیا تھا اس کی اہمیت اب بھی ویسی ہی ہے۔(ادارہ)

ہر ذی شعور شخص یہ بات خوب جانتا ہے دنیا ہو یا توشۂ آخرت دونوں کے لئے جو چیز سب سے اہم ہے اور اولیت کا درجہ رکھتی ہے وہ علم ہے اور علم دیکھا جائے تو ایک ہی چیز کے دو پہلو ہیں اور عالم کی فضیلت کا حال تو یہ کہ عالم کو عابد پر بھی فوقیت عطا ہوئی ہے۔قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّه لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لا

وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُو الْعِلْمِ قَآئِمًا م بِالْقِسْطِ ط (پارہ ۳،سورۃ آل عمران،آیت ۱۸)

ترجمہ: اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہوکر۔

اس آیت مبارک میں اللہ تعالیٰ نے اپنی گواہی کے ساتھ ملائکہ کے بعد علماء کی گواہی کو ملایا ہے عالم کے رُتبے کے لئے یہ بہترین مکمل حُجت (دلیل) ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''عام اہلِ ایمان سے علماء کے سات سو درجات بلند ہونگے ہر درجے کی مسافت سات سو سال ہوگی''۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا ارشادِ مقدس ہے کہ عالم، صائم، قائم اور مجاہد سے افضل ہے۔علم کی فضیلت اور عالم کے درجات کی بلندی کی کوئی مقررہ حد نہیں لیکن زیرِ نظر تحریر میں تمہید فضیلتِ علم و عالم باہم ایک دوسرے سے منسلک ہیں اور ذکر مبارک ہے عصر حاضر کے جیّد ترین عالم، ولی کامل، سرچشمۂ، غزالی دوراں، امام المناظرین، آفتابِ معرفت، مفتی اہلسنت، شیخ الاسلام، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت الحاج الحافظ علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی دامت برکاتہم العالیہ کا جن کا دریائے فیض آبِ رواں کی طرح مسلسل جاری وساری ہے (الحمدللہ) اور اللہ تعالیٰ سے دعائے عاجزانہ ہے کہ ان کو حیاتِ خضری اور صحتِ کاملہ عطا فرمائے (آمین) اور یہ فیض کا سرچشمہ ہر علم دوست انسان کی پیاس بجھاتا رہے۔آپ کے علم سے ہر خاص و عام یونہی فیضیاب ہوں آپ کو اللہ عزوجل نے محبتوں وشفقتوں کا مینارۂ نور بنایا ہے۔آپ کی بے مثل شفقتیں ابر رحمت کی طرح ہر خاص و عام کے لئے یکساں ہیں اور آپ کے چاہنے والے آپ کو رہبر کامل جانتے ہوئے آپ کے

مقدس نقشِ پاء پر چلنے کی کوشش وسعی کرتے ہیں۔

آپ دورِ حاضر کی وہ سرتاج شخصیت ہیں کہ آپ کے سائے تلے آکر کوئی بھی شخص کسی دوسری جانب جانے کا تصور ہی نہیں کر پاتا کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ گوہر مقصود اسے یہیں ملنا ہے۔آپ کی شخصیت جس طرح ہمہ جہت اور ہفت پہلو ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے علم کا دائرہ بھی اتنا ہی وسیع و بسیط (کشادہ) رکھا ہے۔ ماشاءاللہ کسی بھی واحد موضوع کے حوالے سے آپ کی شناخت نہیں کی جاسکتی۔جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو شریعت وطریقت، سُنیت ورضویت سبھی کا بھرپور خزانہ عطا فرمایا اسی طرح علم کا کوئی بھی میدان آپ نے طبع آزمائی سے نہ چھوڑا۔حضرت علامہ ارشد القادری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”آپ کے علمی تجربے اور وسعتِ مطالعہ کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ مختلف علوم وفنون پر ان کی تصنیفات محیّر العقول اور عجوبہ روزگار ہیں۔قلم پر اتنی عظیم قدرت کی مثال اب تک میری نظر سے نہیں گزری بلاشبہ قلمی دنیا میں حضرت ایک نادرالوجود شخصیت کے حامل ہیں۔ یہ کہنا ہرگز ہرگز بے جانہ ہوگا کہ اعلیٰ حضرت کے بعد آج تک کے علماء میں آپ ایک ممتاز ومنفرد گوہر نایاب اور خزانہ علم وحکمت ہیں۔آپ کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتب کی تعداد درجنوں یا سینکڑوں بھی نہیں ہزاروں میں ہے“ حضرت کے لئے کسی موضوع پر سیر حاصل گفتگو یا علمی موضوع خواہ کتنا ہی دقیق (پیچیدہ) ہو اس کو قلم کی گرفت میں لانا کچھ مشکل نہیں۔اس کے تمام اسرار ورموز کو اجاگر کرنا کچھ مشکل نہیں۔لیکن خود حضرت کی علمی حیثیت کو محیط کرنا ایک مشکل امر ہے یوں کہ یہ سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔شاید ہی علم کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا موضوع حضرت کی بصیرت وعلمیت سے فیضیاب ہونے سے رہا ہو۔حضرت کے علمی جواہر پاروں کی فہرست عنوانات کے لحاظ سے خود ایک مکمل کتاب ہے۔ یہاں ہم حضرت کے علمیت اور علمی خدمات کی صرف ایک جھلک کے رقمطراز ہیں۔

حضرت کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ ہزاروں کتب ہیں لیکن غیر مطبوعہ کو ہندسوں کے دائرے میں قید نہیں کر سکتے کہ ماشاءاللہ بزرگی یا کوئی بھی عذر آپ کے علم کے دریا کی روانی میں حائل نہیں ہوسکتا (انشاءاللہ) اور یہ خداداد صلاحیت ہر طرف علم کے گوہر نایاب بکھیر رہی ہے۔مطبوعہ کتب میں فقہ پر کم وبیش 70 کتب موجود ہیں۔اصول تفسیر کے ضمن میں احسن البیان فی اصول تفسیر القرآن (حصہ اول) اصول تفسیر ہی کے ضمن میں احسن البیان فی اصول تفسیر القرآن (حصہ دوم) تفسیر اویسی، دورہ تفسیر کا مجموعہ، اصول تفسیر پر ”فیض القدیر فی اصول التفسیر“ عربی زبان میں سیرت پاک پر 21 پارے رقم فرمائے۔(مطبوعہ)

تصوف پر 18 مطبوعہ علم کے گوہر نایاب موجود ہیں، جغرافیہ تاریخ منطق پر بھی 27 تصانیف موجود ہیں، صرف ونحو پر 8 مطبوعہ گوہر اوراس کے علاوہ ''حدائق بخشش کی شرح'' (۱۴مطبوعہ جلدیں) آپ کی بے مثل محبت بھری کاوش کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔اس کے علاوہ مختلف النوع دینی وشرعی وسماجی موضوعات پر کئی مطبوعہ کتب موجود ہیں جو علم کے پیاسوں کے لئے بحرِ بیکراں ہیں۔آیئے ہم سب یہ دعا کریں کہ خداوند آپ کو عمرِ خضری صحتِ کاملہ سکون ویکسوئی سے مالا مال کرتا رہے تا کہ علم کا یہ دریا خلقِ خدا کو یونہی سیراب کرتا رہے۔(آمین ثم آمین)

آہ! شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد فیض احمد اُویسی صاحب ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۶ اگست ۲۰۱۰ء جمعرات کی صبح تقریباً ساڑے چھ بجے اس جہانِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ فرما گئے۔

''انا للّٰہ و انا الیہ راجعون'' آپ کی تدفین جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور میں (جس جگہ آپ دورہ حدیث شریف پڑھاتے تھے کے قریب ہی ساتھ) عمل میں آئی۔

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ وَ الصَّلٰوة و السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ عَلٰى اٰلِهٖ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَ عَلٰى اَصْحَابِهِ الْمَهْدِيِّيْنَ وَ عَلٰى اَحِبَّائِهِ الْكَامِلِيْنَ اَجْمَعِيْن

فقیر اُویسی غفرلہ نے کتاب ''باادب بانصیب'' اور ''بے ادب بے نصیب'' لکھی تو اس میں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات بکثرت لکھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گستاخ و بے ادب کے سر قلم کئے یا کم از کم ڈنڈے سے ضرور نوازا اور زبانی سرزنش کا تو کوئی شمار نہیں خواہ وہ بے ادبی عمداً سرزد ہوئی یا خطاً یا سہواً وہ ارتکاب کسی بڑی سے بڑی شخصیت سے ہوا یا معمولی آدمی سے، مسلمان سے یا بے دین سے۔فقیر نے اسے ایک علیحدہ مجموعہ میں جمع کر کے اس کا نام ''فاروقی تلوار'' تجویز کیا۔

وما توفيقى الا باللّٰه العلى العظيم

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَامُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّم

۲۷ ربیع الاول شریف بروز سوموار مبارک

بہاولپور۔پاکستان

تعارف سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فاروقِ اعظم ہی کی شخصیت ہے جسے سب سے زیادہ خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے اور دوست ہوں یا دشمن سب نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خداداد عظمت کے سامنے سرِ عقیدت جھکایا ہے۔ نبی رحمت کی نگاہِ انتخاب نے انہیں چنا اور وہ عمر بن خطاب سے فاروقِ اعظم بن کر آسمانِ انسانیت پر آفتاب کی طرح ایسے چمکے کہ ابدالآباد تک ان کی ضوافشانیاں باقی ہیں۔ فاروقِ اعظم کا نامِ نامی ہر جگہ درخشاں و تاباں ہے انہوں نے اسلام کی اشاعت اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے جو عظیم الشان اور مثالی کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں تاریخ انسانی قیامت تک ان کی مثال پیش نہیں کرسکتی۔قبولِ اسلام سے لے کر تا دمِ آخر آپ نے ہر لمحہ اسلام کی خدمت میں بسر کی۔ پہلی ہجری سے لے کر سرکارِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے تک اسلام کے فروغ و اشاعت کے لئے جو تدابیر اور انتظامات کئے گئے غیر قوموں سے جو معاہدات عمل میں آئے ان سب میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل دخل رہا اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ان کے مشورے کو اہمیت دی اور تقریباً ہر معاملہ میں ان کی رائے کو سب پر فوقیت بخشی۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت بھی صحابہ کرام کو پکارا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لبیک کہنے والوں میں سرفہرست رہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر وہ فرض خوش اسلوبی اور تندہی سے انجام دیا جس کا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکم دیا۔حق و باطل کے تمام معرکوں میں فاروقِ اعظم نے حددرجہ جرأت مردی کا لافانی مظاہرہ کیا اور ہر ہر لمحے محبوبِ خدا کے دست و بازو بنے رہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں شاید ہی کوئی ایسا واقعہ ہو جو سیدنا فاروقِ اعظم کی شرکت کے بغیر طے پایا ہو۔

حضرت عمر جب حلقہ بگوشِ اسلام نہ ہوئے تھے اسلام کی دعوت اور پیغام محدود و مسدود (موقوف) تھا، مسلمان بہت کمزور تھے، اسلام مخفی رکھا جاتا تھا، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے، ''اے اللہ اسلام کو عمر کے وجود سے عزت عطا فرما''۔[1]

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے دل سے نکلی ہوئی اس دعا کو قبول فرمایا۔عمر بن خطاب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بن گئے۔ اسلام کی شوکت وسطوت کے دور کا آغاز ہوا، کفر و شرک کے گھر میں صف ماتم بچھ گئی، باطل کے بت کدوں میں کہرام مچ گیا، مسلمانوں کی بے بسی و بے چارگی اور مجبوری و محرومی کا دور ختم ہوا۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] (المستدرك على الصحيحين للحاكم ، کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، باب ومن مناقب أمیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث ۴۴۸۴، الجزء الثالث، الصفحۃ ۸۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

فرماتے ہیں ''جس روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے اس روز مشرکین مکہ کہنے لگے کہ آج مسلمانوں نے ہم سب سے بدلہ لے لیا'' حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان قبول کرنے کے بعد اسلام کھل کر سامنے آ گیا اور اسلام کی دعوت اعلانیہ دی جانے لگی۔

(حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ) پھر ہم کعبہ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھتے اور بیت اللہ کا طواف کرتے، زیادتی کرنے والے سے بدلہ لیتے اور بدزبانی کرنے والے کو دندانِ شکن جواب دیتے۔ [۲]

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور اُن کے دل کو حق سے سرفراز فرمایا''۔ [۳]

(اور فرمایا) وہ (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فاروق ہیں جن کے ذریعے حق و باطل میں تفریق کی گئی۔ [۴]

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''ہر شخص نے خفیہ طور پر ہجرت کی مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شان سے ہجرت کی کہ ایک ہاتھ میں برہنہ تلوار، دوسرے ہاتھ میں تیر اور پشت پر کمان لگا کر خانہ کعبہ میں تشریف لائے۔ سات مرتبہ طواف کیا اور دو رکعتیں مقامِ ابراہیم کے پاس کھڑے ہو کر پڑھیں اور سردارانِ قریش کے حلقہ میں آئے اور با آواز بلند فرمایا کہ جو شخص اپنی میاں کو رنڈوا، اپنی بیوی کو بیوہ اور اپنی اولاد کو یتیم کرنا چاہتا ہو وہ عمر کے مقابل آ جائے۔ اسلام کے اس مردِ جلیل کی یہ للکار سب نے سنی لیکن کسی کو مقابلے میں آنے اور آپ کو روکنے کی جرأت نہ ہوئی۔ [۵]

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام و مرتبہ حضور کی پاکیزہ نگاہوں میں کیا تھا اس کے لئے ایک سند و شہادت کافی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی دعا میں یاد رکھنا

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرہ کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت دے کر فرمایا ''یَا اُخَیَّ'' (اے میرے بھائی) مجھے اپنی دعا میں یاد رکھنا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی اس کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ''یَا اُخَیَّ'' (اے میرے بھائی) کائنات کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ [۶]

---

[۲] (الطبقات الکبیر، ذکر الطبقۃ الاولی الخ، اسلام عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الجزء الثالث، الصفحۃ ۲۴۹، مکتبۃ الخانجی بالقاھرۃ)

[۳] (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب فی مناقب أبی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث ۳۶۸۲، الصفحۃ ۸۳۶، مکتبۃ المعارف الریاض)

[۴] (الطبقات الکبیر، ذکر الطبقۃ الاولی الخ، اسلام عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الجزء الثالث، الصفحۃ ۲۵۱، مکتبۃ الخانجی بالقاھرۃ)

[۵] (اسد الغابہ، باب العین، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، باب ھجرتہ رضی اللہ عنہ، الجزء ۳، الصفحۃ ۶۴۹۶۵۰، دار الفکر، بیروت)

[۶] (سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ، باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث ۳۵۶۲، الصفحۃ ۸۰۹، مکتبۃ المعارف الریاض)

(مسند احمد بن حنبل، کتاب مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ، مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث ۲۰۰، الجزء الاول، الصفحۃ ۱۱۸، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

فاروقِ اعظم تکمیل انسانیت کے کس مقام پر فائز تھے؟ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے یعنی فاروقِ اعظم اس ارفع واعلیٰ اور بلند و بالا مقام پر ہیں جس سے آگے نبوت کا منصب ہے۔

موافقت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وحی کا نزول فاروقِ اعظم کو موافقت وحی کا مرتبہ حاصل ہوا آپ کی زبان الہام کا مرکز بنی بار ہا خالق کائنات نے آپ کی رائے پر تائید فرمائی اور جبرئیل کو بھیج کر عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے صاحب رائے پر مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ فاروقِ اعظم کا یہ کتنا بڑا اعزاز ہے اور امت میں کوئی دوسرا آپ کا شریک نہیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے ایسے لوگ ہوتے تھے جو نبی تو نہ تھے مگر صاحب کلام تھے اس دور میں اگر کوئی ایسا ہے تو وہ عمر ہے۔ [7]

پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ متعدد امور میں وحی خداوندی بالکل اسی طرح آئی جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے تھی۔

ایک مرتبہ مقامِ ابراہیم کو دیکھ کر حضرت عمر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالیں تو یہ آیت نازل ہوئی ''مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو''۔ [8]

اسیرانِ بدر کے بارے میں ایک رائے فدیہ کی تھی اس کے مقابلے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے ان کافروں کو قتل کردینے کی تھی اس وقت رائے عمر پر تنزیل ہوگئی۔ [9]

حضرت عمر بار بار خدا سے دعا کرتے کہ ''اے اللہ شراب اور جوئے کے بارے میں کوئی واضح حکم نازل فرما'' اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''شراب اور جوابت اور پانسے ناپاک ہیں ان سے بچو''۔ [10]

ایک منافق نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا نہ مانا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خداداد غیرت نے اس بات کو گوارا نہ کیا آپ نے اس منافق کو قتل کردیا کچھ لوگوں میں مشہور ہوگیا کہ عمر نے ایک مسلمان کو قتل کردیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

---

[7] (صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عمر بن الخطاب أبی حفص القرشی العدوی رضی اللہ عنہ، حدیث ۳۶۸۹، الصفحۃ ۹۰۷، دار ابن کثیر بیروت)

[8] (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی القبلۃ ومن لا یری الاعادۃ علی من سھا فصلی الی غیر القبلۃ الخ، حدیث ۴۰۲، الصفحۃ ۱۱۱، دار ابن کثیر بیروت)

[9] (صحیح مسلم، کتاب الجھاد والسیر، باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر واباحۃ الغنائم، حدیث ۴۵۸۸، الصفحۃ ۸۸۹، دار الفکر بیروت)

[10] (سنن ابی داؤد، کتاب الاشربۃ، باب فی تحریم الخمر، حدیث ۳۶۷۰، الجزء الثالث، الصفحۃ ۳۲۵، المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت)

عنہ نے حضور کی خدمت میں عرض کی آقا جو آپ کا فیصلہ نہ مانے مسلمان نہیں ہوتا۔اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی ''آپ کے رب کی قسم وہ مسلمان ہی نہیں جو آپ کا فیصلہ نہ مانے''۔ [11]

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوئے ہوئے تھے ایک شخص نے بلا اجازت اندر داخل ہو کر آپ کو جگا دیا۔آپ نے خدا سے دعا کی ''اے مولا بلا اجازت گھروں میں داخلے کو حرام کردے''اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی ''اے ایمان والوں بغیر اجازت دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو''۔ [12]

ایک یہودی سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ یہ جبریل جس کا تذکرہ تمہارے دوست (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کرتے ہیں وہ ہمارا دشمن ہے۔یہ سن کر آپ نے فرمایا جو اللہ اس کے رسولوں اور جبرئیل ومیکائیل کا دشمن ہے وہ جان لے کہ اللہ بھی اس کا دشمن ہے۔اس جواب کی تائید میں اسی مفہوم کی آیت نازل ہوگئی۔ [13]

جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ''ہم نے انسان کو کیچڑ والی مٹی سے پیدا کیا''تو حضرت عمر نے بے ساختہ کہا''فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ''چنانچہ انہی لفظوں سے یہ آیت نازل ہوگئی جو بے ساختہ حضرت عمر کی زبان سے نکلے تھے۔ [14]

ایسی بیس سے زائد مثالیں ہیں جب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق وحی خداوندی کا نزول ہوا۔یہاں بعض کا ذکر کر دیا گیا ہے تفصیل مطلوب ہو تو فقیر کی کتاب ''قرآن کی زبان''اور'' قطف الثمر فی موافقاتِ عمر''کا مطالعہ کیجئے۔

بچوں سے شفقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک گورنر کو چھوڑنے کے لئے اُس کے اعزاز میں حدودِ مدینہ سے باہر تشریف لائے تو وہاں مدینہ سے باہر کچھ مکانات تھے وہاں کے بچے نکل آئے اور آکر امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹانگوں سے لپٹ گئے۔ایمانداری سے بتایئے اگر آپ کے مزاج میں ذرا سی تیزی ہے محلے کو بچوں کو چھوڑ یئے خود آپ کے گھر کے جو بچے ہیں وہ کبھی آپ کے پاس نہیں پھٹکیں گے کبھی آپ کی ٹانگوں میں نہیں لپٹیں گے اس لئے کہ بچوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ شعور عطا فرمایا ہے کہ وہ نگاہوں سے اندازہ کر لیتے ہیں کہ آیا یہ محبت کرنے والا ہے یا نہیں؟ جب چاہے تجربہ کر لیجئے بچے قدرتی طور پر محسوس کرتے ہیں کہ اس کے دل میں ہماری جگہ ہے وہ جا کے فوراً لپٹ

---

[11] (الدرالمنثور فی التفسیر بالمأثور،سورۃ النساء،آیت ٦٠،الجزء الرابع،الصفحۃ ٥١٩،مرکز ھجر للبحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیۃ القاھرۃ)

[12] (ارشادالساری لشرح صحیح البخاری،کتاب تفسیر القرآن،سورۃ الاحزاب،الجزء السابع،الصفحۃ ٣٠١،بالمطبعۃ الکبری الامیریۃ ببولاق مصر)

[13] (الدرالمنثور فی التفسیر بالمأثور،سورۃ البقرۃ،آیت ٩٨،جلد١،صفحہ ٤٨٠،مرکز ھجر للبحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیۃ القاھرۃ)

[14] (الدرالمنثور فی التفسیر بالمأثور،سورۃ المؤمنون،آیت ١٤،جلد١٠،صفحہ ٥٧٥،مرکز ھجر للبحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیۃ القاھرۃ)

جاتے ہیں اور جب وہ لپٹیں گے تو ٹانگوں میں بھی لپٹ جائیں گے، کمر پر بھی چڑھ جائیں گے، سر پر بھی چڑھ جائیں گے، داڑھی بھی پکڑنے لگیں لیکن اُسے اگر یہ ذرا سا احساس ہو جائے کہ آپ اُس بچے کو نہیں چاہتے تو بچہ آپ کے پاس بھی نہیں پھٹکے گا۔ جب بچے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹانگوں میں لپٹ گئے گورنر صاحب فرمانے لگے کہ "اے امیر المومنین آپ نے اتنا بے تکلف کردیا ہے یہ تو یہاں محلے کے بچے ہیں میں تو کبھی اس طرح اپنے بچوں کو بھی نہیں لپٹاتا" حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا معاف کیجئے ہم سے غلطی ہوئی آپ کے انتخاب میں میں آپ کو معزول کرتا ہوں اس لئے کہ جو بچوں پر رحم نہیں کرتا وہ خلقِ خدا پر کیا رحم کرے گا آپ گورنر بننے کے قابل نہیں چنانچہ اُسی وقت معزول کردیا۔

فائدہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف مظہر جلال تھے بلکہ آپ مظہر جمال بھی تھے اس واقعہ سے بڑھ کر آپ کے مظہر جمال ہونے کی اور دلیل کیا ہوسکتی ہے کہ گورنر صاحب کو صرف اس لئے معزول فرمادیا کہ اسے بچوں سے پیار نہیں تو ان کے دل میں رحم نہیں اور جس دل میں رحم نہیں وہ حکومت کا اہل نہیں۔ خود فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال ہے کہ محلّہ کے چھوٹے بچے اپنے باپوں سے بھی زیادہ آپ سے مانوس ہیں۔

رفاهی حکومت کا قیام جدید تمدن میں بعض قومیں بچوں کی پیدائش کے ہی دن سے ان کے لئے وظیفہ مقرر کردیتی ہیں یہ عموماً اس زمانہ میں ہوتا ہے جب کسی ملک میں کسی خاص جنگی مصیبت کی وجہ سے بچوں کی تعداد کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ بچوں کی اس نگہداشت اور ان کے لئے وظیفہ مقرر کرنے کا یہ سبب نہیں ہوتا کہ حکومت اس کو اپنا فرض گردانتی ہے بلکہ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ بچوں کی تعداد بڑھانے میں لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جاسکے لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کام کو حکومت کا فرض اور بچوں کا حق جان کر کیا۔

شروع میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ چاہا تھا کہ قوم کے بچوں کے لئے وظائف کا اجراء اس وقت عمل میں آئے جب ان کا دودھ چھڑایا جائے لیکن جب لوگوں نے دودھ چھڑانے میں عجلت شروع کردی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیدائش کی ابتداء ہی سے وظائف کے عطاء کرنے کا اعلان کردیا۔ [15]

لاوارث بچوں کی نگہداشت بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جدت طرازی ہے میرے خیال میں جدید طرز کی حکومتیں بھی ان لاوارثوں پر وہ توجہ نہیں مبذول کرتیں جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مبذول فرمائی تھی۔ آپ کے حیرت انگیز کارناموں میں یہ بھی ایک کارنامہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیکسی (محتاجی) یا کسمپرسی کے عالم میں رہتے ہوئے اطفال کی دینی اور عمومی تربیت کے لئے باضابطہ ادارے قائم کردیئے تھے۔

---

[15] (البدایۃ والنھایۃ، جلد ۵، صفحہ ۱۴۰، دارالفکر بیروت)

سنہ ھجری کی ابتدا ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک درخواست پیش ہوئی اس پر صرف شعبان لکھا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ کیسے معلوم ہو کہ گزشتہ شعبان کا مہینہ مراد ہے یا موجودہ اسی وقت مجلسِ شوریٰ منعقد ہوئی تمام بڑے بڑے صحابہ کرام جمع ہوئے اور یہ مسئلہ پیش کیا گیا۔ اکثر نے رائے دی کہ فارسیوں کی تقلید کی جائے چنانچہ ہرمزان جو خورستان کا بادشاہ تھا اور اسلام لاکر مدینہ منورہ میں مقیم تھا طلب کیا گیا۔ اس نے کہا ہمارے ہاں جو حساب ہے اُسے ماہ روز کہتے ہیں اور اس میں مہینہ اور تاریخ دونوں کا ذکر ہے۔ اُس کے بعد یہ بحث

شروع ہوئی کہ سنہ کی ابتدا کب سے قرار دی جائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرتِ نبوی کی رائے دی اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول میں ہجرت فرمائی تھی یعنی سال میں دو مہینے آٹھ دن گذر چکے تھے اس لحاظ سے ربیع الاول سے آغاز ہونا چاہیے تھا لیکن چونکہ عرب میں سال محرم سے شروع ہوتا تھا اس لئے دو مہینے آٹھ دن پیچھے ہٹ کر شروع سال سے سنہ قائم کیا گیا۔ (کتاب مقریزی) [۱۶]

سن ہجری کے متعلق مزید معلومات کے لئے فقیر کا رسالہ ''مسلمانو سن ہجری اپناؤ'' پڑھیں۔

حضرت عمر اور قبلہ اول جب حضرت ابوعبیدہ اور حضرت عمرو ابن العاص نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا تو یہودیوں نے ہمت ہار کر صلح کی پیش کش کی اور ساتھ یہ شرط عائد کی کہ جنابِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود تشریف لائیں اور معاہدہ صلح اپنے ہاتھ سے تحریر فرمائیں تو حضرت ابوعبیدہ نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا اور لکھا کہ بیت المقدس کی فتح آپ کی تشریف آوری پر موقوف ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معزز صحابہ کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا آخر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے پر اتفاق ہوا کہ آپ کو بیت المقدس ضرور جانا چاہیے آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب مقرر کر کے تمام کاروبار ان کے سپرد کیا اور خود ۱۶ھ رجب کے مہینہ میں روانہ ہوئے۔ ساکنانِ قبلہ اول منتظر تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سفر خصوصاً قبلہ اول کا سفر بڑی شان وشوکت سے ہوگا، نقارہ و نوبت ہوگی، خدام و حشم ہوگا لیکن یہاں کی حالت بالکل اس کے برعکس تھی تمام حکام کو اطلاع دی جا چکی تھی کہ جابیہ آکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کریں چنانچہ اطلاع کے مطابق یزید بن ابوسفیان اور خالد بن ولید نے یہیں آکر استقبال کیا۔ شام میں رہ کر ان لوگوں نے عرب کی سادگی کو بھلا دیا تھا جب

---

[۱۶] (کتاب مقریزی، جلد اول، صفحہ ۲۸۴)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ہوتے تو بدن پر حریر ددیبا کے کرتے اور پرتکلف قبائیں تھیں اور زرق وبرق پوشاک سے عجمی معلوم ہوتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت جلال آیا گھوڑے سے اُترے اور سنگریزے اُٹھا کر ان کی طرف پھینکے کہ اس قدر جلد تم نے عجمی عادتیں اختیار کر لیں۔

حضرت عمر کی بدعات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں سلطنتِ اسلامی کو وسعت ہوگئی تھی جب جدید مسائل کی ضرورت پڑتی تھی تو آپ تمام صحابہ کو جمع کر کے نئے مسئلہ پر بحث فرماتے جب ایک پر اتفاق ہو جاتا تو اسی کو فیصلہ تصور کیا جاتا۔ میں چند کو پیش کرتا ہوں جن کا تعلق زندگی کے مختلف شعبوں سے ہے۔

(۱) بیت المال یعنی خزانہ مقرر کیا (۲) عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کئے (۳) تاریخ اور سنہ قائم کیا جو آج تک جاری ہے (۴) امیر المومنین کا لقب اختیار کیا (۵) فوجی دفتر ترتیب دیا (۶) زمین کی پیمائش جاری کی (۷) مردم شماری کرائی (۸) نہریں کھدوائیں گئیں (۹) شہر آباد کرائے یعنی کوفہ، بصرہ، فسطاط، موصل (۱۰) ممالک مقبوضہ کو صوبوں میں تقسیم کیا (۱۱) درہ کا استعمال کیا (۱۲) راتوں کو گشت کر کے رعایا کا حال دریافت کرنے کا طریقہ نکالا (۱۳) پولیس کا محکمہ قائم کیا۔ (۱۴) نمازِ تراویح جماعت سے قائم کی (۱۵) تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں طلاق بائن قرار دیا (۱۶) شراب کی حد کے لئے ۸۰ کوڑے مقرر کئے (۱۷) وقف کا طریقہ ایجاد کیا (۱۸) نمازِ جنازہ میں چار تکبیروں پر تمام لوگوں کا اجماع کرا دیا (۱۹) مساجد میں وعظ کا طریقہ قائم کیا (۲۰) معلموں اور مدرسین کے مشاہرے مقرر کئے۔

شہادتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسبِ معمول نمازِ فجر کے لئے مسجد نبوی میں آئے، صف درست کرائی، مصلیٰ پر کھڑے ہوگئے مسجد کے ایک کونے سے ایک شخص بجلی کی سی تیزی سے جھپٹا اور اس نے خنجر سے آپ پر پے در پے تین وار کئے۔ امیر المومنین زخموں کی تاب نہ لا کر مصلیٰ پر سے نیچے تشریف لائے۔ (کتاب الطبقات الکبیر) [۱۷]

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پکڑو اس کتے کو اس نے تو مجھے قتل کر دیا ہے۔ نماز کی صفیں درہم برہم ہوگئیں لوگ حملہ آور کو پکڑنے کے لئے آگے بڑھے تو اس نے اپنا دودھاری خنجر دائیں بائیں چلانا شروع کر دیا اس کشمکش میں بارہ اور حضرات سخت زخمی ہوئے جن میں سے نصف افراد بعد میں شہید ہوگئے۔ ایک صاحب نے پیچھے سے قاتل پر کپڑا پھینک کر اسے دبوچ لیا مگر اس نے اسی خنجر سے خودکشی کر لی۔ (کتاب الطبقات الکبیر) [۱۸]

---

[۱۷] (کتاب الطبقات الکبیر، ذکر استخلاف عمر رحمہ اللہ، الجزء الثالث، الصفحۃ ۳۱۳، مکتبۃ الخانجی القاھرۃ)

[۱۸] (کتاب الطبقات الکبیر، ذکر استخلاف عمر رحمہ اللہ، الجزء الثالث، الصفحۃ ۳۱۳، مکتبۃ الخانجی القاھرۃ)

سیاسی قتلوں میں عموماً یہی ہوتا ہے یا تو قاتل خودکشی کرلیتا ہے یا پہلے سے مقرر کردہ شخص اسے ماردیتا ہے یہاں پہلی بات یقینی ہے۔

مسجد نبوی مقتل کا خونیں منظر پیش کررہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قوت وعظمت کا پہاڑ تھے سب چھوٹے بڑے ان کے سائے میں اپنے آپ کو محفوظ محسوس کرتے تھے۔ قوت وعظمت کے اس پہاڑ کو یوں منہدم دیکھ کر لوگ ہوش وحواس کھو بیٹھے حالانکہ وہ سب عظیم لوگ تھے۔

ذرا حواس بجا ہوئے تو سب سے پہلے نماز کا خیال آیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مختصر سورتیں العصر اور الکوثر تلاوت کرکے نماز پڑھائی۔ (کتاب الطبقات الکبیر) ١٩

خون بہہ جانے کے باعث سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غشی طاری تھی ذرا ہوش میں آئے تو سب سے پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ جس نے نماز چھوڑ دی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پاس بلایا اور نحیف آواز میں ان سے کچھ فرمایا وہ مسجد سے باہر آئے۔ لوگ گروہ در گروہ کھڑے تھے آپ نے باآواز بلند فرمایا لوگو! امیر المومنین پوچھتے ہیں کیا یہ کام تمہارے ایما سے ہوا ہے؟ لوگ سہم گئے سب نے بیک زبان کہا معاذ اللہ! ہمیں اس کا کچھ علم نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچادی انہوں نے بے ساختہ فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرا قاتل کوئی ایسا شخص نہیں جو اللہ تعالیٰ کی جناب میں کئے ہوئے کسی سجدہ کو میرے قتل کے لئے حجت بناتا۔ (کتاب الطبقات الکبیر) ٢٠

یکم محرم الحرام ٢٤ھ کو شرف شہادت سے سرفراز ہوگئے۔ بوقت شہادت آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس کی تھی۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور روضہ مبارکہ کے اندر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلوئے میں مدفون ہوئے۔

حملہ آور ملعون حملہ آور فیروز لولوا ایرانی تھا جو جنگ نہاوند میں گرفتار ہوا تھا اور بطورِ غلام حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔ اس کا خون آلود دودھاری خنجر دیکھ کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے کل یہ خنجر ہرمزان اور جفینہ کے پاس دیکھا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

١٩ (کتاب الطبقات الکبیر، ذکر استخلاف عمر رحمہ اللہ، الجزء الثالث، الصفحۃ ٣١٥، مکتبۃ الخانجی القاھرۃ)

٢٠ (کتاب الطبقات الکبیر، ذکر استخلاف عمر رحمہ اللہ، الجزء الثالث، الصفحۃ ٣١٣، مکتبۃ الخانجی القاھرۃ)

میں نے جفینہ اور ہرمزان کو فیروز سے سرگوشیاں کرتے دیکھا تھا مجھے دیکھ کر وہ ادھر اُدھر بھاگ گئے اور یہ خنجر وہاں گر پڑا۔ چونکہ عرب محلاتی سازشوں سے ناواقف تھے اس لئے ان دوزیرک بزرگوں کا ذہن امیر المومنین کے قتل کی سازش کی طرف نہ گیا ورنہ فیروز کی دھمکی کے پیش منظر میں معاملہ کی تہہ تک پہنچنا کوئی ایسا مشکل نہ تھا۔

کراماتِ عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ آپ کی متعدد کرامات میں سے صرف ایک مشہور ملاحظہ ہو۔

دریائے نیل کے نام حضرت عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کا رُقعہ ایک دفعہ دریائے نیل خشک ہو گیا اسی سے آب پاشی ہوتی تھی اس دفعہ نہ ہوئی تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے آ کر عرض کیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کبھی پہلے بھی کبھی ایسا ہوا ہے تم کیا کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ جب ایسا ہوتا ہے تو ہم ایک جوان حسین لڑکی بھینٹ کر دیتے ہیں اس سے وہ جاری ہو جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جاہلیت کی رسم کبھی نہیں ہوگی میں خلیفہ کو لکھتا ہوں۔ اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیل کے نام حکم نامہ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ ''اے نیل ! اگر تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہے تو کسی شیطان کے تصرف سے بند ہونے کے کیا معنی؟ اور اگر یہ نہیں ہے تو ہم کو تیری کچھ پرواہ نہیں اللہ تعالیٰ ہمارا رازق ہے''۔

آپ کے اس لکھنے پر مخالفین ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ دریا پر بھی حکومت کرتے ہیں مگر ''قلندر آنچہ گوید دیدہ گوید'' آپ کو شبہ بھی نہ ہوا کہ ایسا نہ ہوا تو عزت کرکری ہوگی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس رُقعہ کو اعلان کے ساتھ لے کر چلے اور مخالفین کا گروہ بھی آپ کے پیچھے چلا۔ مخالفین ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ اس رُقعہ سے اور دریائے نیل کے جوش سے کیا نسبت؟ مگر وہ رُقعہ دریائے نیل میں ڈالنا تھا کہ دریا کو جوش آیا اور لبریز ہو کر چلنے لگا۔

فائدہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظاہر ہیں اسی لئے ایسی کرامات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

سیدنا عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی گورنروں پر نگرانی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر معاملہ میں کڑی نگاہ رکھتے تھے بالخصوص بڑے عہدیداروں کے بارے میں بہت زیادہ سخت گیر تھے معمولی سی بات پر سخت سزا دیتے چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

کمانڈر انچیف خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدانِ جنگ میں ایک پڑاؤ کے دوران مجلس منعقد کی اور ایک شاعر کو

اپنی تعریف میں کہے گئے کلام پر بڑا سا انعام دے دیا۔ یہ خبر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ گئی۔ خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی احتیاط کے ساتھ عوام اور سرکاری عمال (حاکموں) کی کاروائیوں کی خبریں حاصل کیا کرتے تھے اُن کو جب یہ بات پہنچی تو فرمایا کہ سپہ سالار کو کھڑا کرو اس کی پگڑی سے اس کے ہاتھ باندھ دو اور پھر پوچھو کہ یہ روپے تم نے کہاں سے ادا کئے اپنی جیب سے ادا کئے یا فوج کے فنڈ سے۔ اگر جواب یہ ہو کہ اپنی جیب سے ادا کئے ہیں تو یہ صریحاً اسراف، فضول خرچی اور ذاتی نمائش ہے جو کسی مسلمان کے لئے خصوصاً فوج کے سپہ سالار کے لئے ناجائز ہے اور اگر فوج کے فنڈ سے ادا کئے ہیں تو یہ امانت میں خیانت ہے دونوں صورتوں میں تم سپہ سالاری کے اہل نہیں رہے۔ خلیفہ کا حکم تھا کہ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس دار الخلافت مدینہ بھیج دیا جائے اور ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی جگہ سنبھال لیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

تاریخ کے مورخین اس پر اس قدر حیرت زدہ ہوئے کہ انہوں نے اس پر یقین کرنے سے انکار کر دیا اور اس کی کئی دوسری توجیہات کیں۔ کسی نے کہا کہ زمانۂ جاہلیت میں حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کشتی میں گرا دیا تھا، کسی نے کوئی دوسری رقابت اس کی وجہ قرار دی لیکن اصل بات یہی تھی کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اسلام کی روایات، قوانین اور تعلیمات کی پابندی ہر مصلحت اور ہر ضرورت سے بالاتر تھی۔ ضمناً عرض کروں کہ جب خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ معزول ہو کر مدینہ کا سفر کر رہے تھے اور راستے میں محاذ جنگ کی طرف آنے جانے والے فوجیوں سے ملاقات ہو جاتی تو قدرتی طور پر ان کے منہ سے ناراضگی کے الفاظ نکل جاتے یعنی آج کی اصطلاح میں مارشل لاء نافذ کرنے کی دھمکیاں۔ ایک عام فوجی نے ان کی یہ باتیں سن کر سختی کے ساتھ کہا کہ آپ کی باتوں سے بغاوت کی بو آتی ہے اسلامی فوج میں ڈسپلن کے معنی یہ نہیں تھے کہ غلط بات پر بھی سینئر کے سامنے خاموش رہا جائے۔ جواب میں خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ بھائی جب تک عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) زندہ ہیں بغاوت نہیں ہو سکتی۔

عبرت ناک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن العاص کو مصر کا گورنر بنایا ہوا تھا ان کے لڑکے نے ایک مصری کے مقابلہ میں گھوڑا دوڑایا۔ مصری نے دوڑ جیت لی ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر بڑا غصہ آیا اور یہ کہہ کر اُسے مارنا شروع کر دیا کہ میں عزت والوں کا بیٹا ہوں۔

مصری نے یہ شکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں پہنچائی تحقیق کرنے پر بات درست نکلی آپ نے حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بھیجا کہ حج کے موقعہ پر اپنے بیٹے کو بھی ساتھ لائے چنانچہ گورنر مصر اپنے بیٹے کو لے کر آئے تو

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُرہ مصری کے ہاتھ میں دے کر کہا لو عزت والوں کے بیٹے کو مارو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کے موقعہ کو اس لئے مناسب سمجھا کہ سب لوگوں کو عبرت ہو گی چنانچہ مصری نے تمام حاجیوں کے سامنے گورنر کے بیٹے کو دُرے سے مارا جب اس کا جی بھر گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ''انسان فطری طور پر آزاد پیدا ہوا ہے تم نے اسے کب سے غلام سمجھ لیا ہے'' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کی غلطی کی معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ آئندہ ایسی غلطی کا ارتکاب نہ ہو گا۔

فاروقی عهد کے عامل نظامِ سلطنت کو مختلف شعبوں میں تقسیم کر کے الگ الگ افراد کا انتخاب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت بڑا کارنامہ ہے اگرچہ آپ ضلعی اور صوبائی تقسیم کے بانی نہیں ہیں لیکن اسے وسیع ضرور کیا۔ ذیل میں آپ کے عہد کے عمال کی فہرست دی جا رہی ہے۔

ابوعبیدہ	والی شام	مشہور صحابی اور عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں
یزید بن ابی سفیان	والی شام	تمام بنوامیہ میں ان سے زیادہ قابل کوئی نہیں تھا
امیر معاویہ	والی شام	سیاست و تدبر میں مشہور
عمرو بن العاص	والی مصر	مصر ان ہی کے ہاتھوں میں فتح ہوا
سعد بن ابی وقاص	والی کوفہ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے
عقبہ بن غزواں	والی بصرہ	مہاجرین میں سے تھے بصرہ انہوں نے ہی آباد کیا تھا
ابوموسیٰ اشعری	والی بصرہ	جلیل القدر صحابی ہیں
عتاب بن اسید	والی مکہ معظّمہ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ معظّمہ کا عامل مقرر فرمایا تھا
نافع بن عبدالحارث	والی مکہ معظّمہ	جلیل القدر صحابی ہیں ذی وقار خاندان سے متعلق تھے
خالد بن العاص	والی مکہ معظّمہ	امرائے قریش میں سے تھے اور نہایت ہی معزز
عثمان بن ابی العاص	والی طائف	طائف میں تدارک انہوں نے ہی کیا تھا

یعلی بن امیہ	والیٔ یمن	اکابر صحابہ میں سے تھے اور فیاضی میں مشہور تھے
علاء بن الحضرمی	والیٔ یمن	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا عامل مقرر فرمایا تھا بڑے صاحب اثر تھے
عیاض بن غنم	والیٔ جزیرہ	جزیرہ انہوں نے فتح کیا تھا
عمر بن سعد	والیٔ حمص	بڑے زیرک تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بڑی عزت کرتے تھے
حذیفہ بن الیمان	والیٔ مدائن	مشہور صحابی اور آنحضرت کے راز دار تھے
نعمان	صاحب لخراج مدائن	
عثمان بن حنیف	کمشنر بندوست اضلاع فرات	حساب کتاب اور پیمائش کے کام میں ماہر تھے
خالد بن حرث وہمانی	افسر خزانہ اصفہان	
سمرۃ بن جندب	افسر خزانہ سوق الاہواز	اکابر صحابہ میں سے ہیں
نعمان بن عدی	افسر خزانہ للسلیمان	صحابہ میں سے اول انہی کو مالِ وراثت ملا
عرفجہ بن ہرثمہ	کمشنر مالگذاری موصل	موصل میں انہوں نے ہی فوجی چھاؤنی قائم کی

امیر المومنین مرادِ رحمۃ للعلمین (سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ ایک مستقل طویل مضمون ہے یہاں اس مناسبت سے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

جان سے پیارا ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ

بے شک آپ سوائے میری جان کے جو میرے دو پہلوؤں میں ہے میرے نزدیک ہر شئے سے زیادہ محبوب ہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ہرگز مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں ۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں عرض کیا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی بے شک آپ میرے نزدیک میری جان سے جو میرے دونوں پہلوؤں میں ہے سے زیادہ محبوب ہیں۔اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا اے عمر! اب تمہارا ایمان کامل ہو گیا۔(صحیح البخاری)[21]

فائدہ: اسی محبت کا کرشمہ تھا کہ آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معمولی بے ادبی بھی گوارا نہ تھی بے ادب اور گستاخ کی گردن اُڑا دینے کو ہر وقت تیار رہتے تھے۔تفصیل آگے آ رہی ہے۔

باپ سے پیارا فتح مکہ میں حضرت عباس ابوسفیان بن حرب کو (جواب تک ایمان نہ لائے تھے) اپنے پیچھے خچر پر سوار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے ۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اگر اجازت ہو تو اس دشمن خدا کی گردن اُڑا دوں ۔حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ابو سفیان کو پناہ دی ہے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصرار کیا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے ابن خطاب اگر ابوسفیان قبیلہ بنوعدی میں سے ہوتے تو آپ ایسا نہ کہتے۔اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے عباس جس دن آپ اسلام لائے آپ کا اسلام میرے نزدیک خطاب کے اسلام سے (اگر وہ اسلام لاتا) زیادہ محبوب تھا کیونکہ آپ کا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک زیادہ محبوب تھا۔ (شرح معانی الآثار) [22]

جدائی کی بیقراری حضرت عمر کو اسلام لانے کے بعد اپنے اسلام کا اخفاء گوارا نہ ہوا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ یہ ہے کہ اپنی اس بہادری کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی حالت کا تحمل نہ فرما سکے سخت حیرانی اور پریشانی کی حالت میں تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ حضور ﷺ کا وصال ہو گیا ہے تو اس کی گردن اُڑا دوں گا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام طُور پر تشریف لے گئے تھے عنقریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائیں گے اور ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی جھوٹی خبر اُڑا رہے ہے

---

[21] (صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذ ور، باب کیف کانت یمین النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ وقال سعد قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "والذی نفسی بیدہ" حدیث ۶۶۳۲، الصفحۃ ۱۶۴۴، دار ابن کثیر دمشق بیروت)

[22] (شرح معانی الآثار، کتاب الحجۃ فی فتح مکۃ عنوۃ، الجزء الثالث، حدیث ۵۴۵۰، الصفحۃ ۳۲۰ و ۳۲۱، عالم الکتب بیروت)

ہیں۔حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ گم سم تھے دوسرے دن تک بالکل آواز نہیں نکلی چلتے پھرتے تھے مگر بولا نہیں جاتا تھا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم چپ چاپ بیٹھے رہ گئے کہ حرکت بھی بدن کو نہ ہوتی تھی صرف ایک حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دم تھا کہ اس پریشانی کے پہاڑ جیسے وقت کو برداشت کیا اور اس وقت نہایت سکون سے تشریف لا کر اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا اور باہر تشریف لا کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔اس کے بعد خطبہ پڑھا جس کا حاصل یہ تھا کہ جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پرستش کرتا ہو وہ جان لے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کی پرستش کرتا ہو وہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔اس کے بعد کلامِ پاک کی آیت وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ط وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ط وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ o (پارہ ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۴۴)

ترجمہ: اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔ تلاوت فرمائی۔

فائدہ یہ بھی حضرتِ عشق کا کرشمہ ہے کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا شجاع اور بہادر انسان بھی ہوش گنوا بیٹھا۔

فائدہ چونکہ اللہ تعالیٰ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت کا اہم کام لینا تھا اس لئے اُن کی شایانِ شان اُس وقت یہی حالت تھی اسی وجہ سے اُس وقت جس قدر استقلال اور تحمل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تھا کسی میں بھی نہ تھا۔

نوٹ اسی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وحمیت اسلامی کے چند واقعات حاضر ہیں۔

فاروقی تلوار اس سے میری مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلامی حمیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں شدت ہے۔

(۱) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام لائے تو ان کے ہاتھ میں تلوار تھی اسلام لانے کے بعد بھی وہ تلوار ان کے ہاتھ میں ہر جگہ نظر آتی ہے۔

(۲) ہم حدیثوں میں قدم قدم پر پڑھتے ہیں کہ جب کسی نے شانِ اسلام کے خلاف کوئی بات کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً تلوار اُٹھائی۔

(۳) حاطب بن بلتعہ نے مدینہ سے اہل مکہ کو ایک خط لکھا جس کے ذریعہ ان کو مسلمانوں کے مخفی حالات معلوم ہو گئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً تلوار سنبھال لی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اُتار دوں۔

(۴) ایک غزوہ میں عبداللہ بن ابی نے جو منافقوں کا سردار تھا کہا کہ مدینہ چل کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نکال دیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی حکم دیجئے کہ اس منافق کا فیصلہ کر دوں لیکن رحمۃ للعالمین نے دونوں موقعوں پر ان کو روک دیا۔

احتساب کے لئے نرمی وملاطفت کے ساتھ بہت زیادہ دلیری آزادی اور جرأت کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں احتساب کی یہی آخر الذکر شان نمایاں نظر آتی ہے جس کے بغیر کوئی انسان سچائی کے بغیر محتسب نہیں ہوسکتا۔

اسیرانِ بدر اور صلح حدیبیہ کے واقعہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل پر اپنی سمجھ کے مطابق جس طرح عرض ومعروض کی اس کا حال ہر اس شخص کو معلوم ہے جس نے صحاح کا مطالعہ کیا ہے۔

(۵) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ پڑھنی چاہی تو انہوں نے بے اختیار دامن پکڑ کے روک لیا۔

(٦) کسی کی بھی جرأت نہ ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے معاملہ میں بھی روک ٹوک کرتا لیکن اس معاملہ میں صرف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کے اندر ممتاز نظر آتے ہیں۔ حضرت سودہ کو باہر نکلنے پر انہی نے ٹوکا تھا اور خود آیت حجاب نے بھی ان کی تائید کی یہاں تک کہ خود حضرت اُم سلمہ کو ایک بار شکایت کرنی پڑی کہ عمر! اب تم اس قدر بڑھ چلے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں بھی دخل دیتے ہو۔

(۷) حقیقت یہ ہے کہ آزادیٔ صداقت اور دلیریٔ حق ادب کے منافی نہیں ورنہ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کون کرسکتا تھا۔

اپنی ذات کے علاوہ جب کبھی کسی دوسرے کوئی حرکت صادر ہو جاتی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے ذرا بھی

منافی ہوتی تو وہ اس کی برداشت کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

(۸)حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند عورتیں نہایت اونچی آواز کے ساتھ باتیں کررہی تھیں اتفاق سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے تو سب کی سب اُٹھ کر بھاگ گئیں کہ اس جرأت پر کہیں عمر کی تلوار میں حرکت نہ ہو جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے اپنی جان کی دشمنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھ سے ڈرتی ہو۔

(۹)ایک بار طائف کے دو آدمیوں نے مسجد میں شور وغل کیا۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو بلا کر کہا کہ اگر تم مسافر نہ ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا تم مسجد نبوی میں شور کررہے ہو۔

(۱۰)ایک بار حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن پر حریر کا کپڑا دیکھا تو اس کو پھاڑ دیا۔ان کے باپ نے کہا کہ تم نے بچہ کو دل شکستہ کردیا۔فرمایا کہ بچوں کو حریر نہ پہناؤ یعنی بچپن سے انہیں عیش وراحت کا عادی نہ کرو اسلام ہر مسلمان کو سپاہی کی طرح سادہ وضع اور محنت پسند دیکھنا چاہتا ہے۔

(۱۱)رویشد ثقفی ایک شخص تھا جس نے شراب کی دوکان کھولی تھی۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوکان میں آگ لگوادی اور فرمایا **"فویسق ھے نه که رویشد"**

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک گاؤں کو جلوادیا تھا جس میں شراب کی تجارت ہوتی تھی۔(طبقات ابن سعد) [۲۳]

(۱۲)سعد بن ابی وقاص نے امیرانہ ٹھاٹ کے ساتھ ایک محل بنایا اور بادشاہوں کی طرح پردہ میں رہنے لگے۔حضرت عمر کو خبر ہوئی تو اس محل کو جلوادیا۔یہ شدت تھی جو اسلامی احتساب کے نمونوں نے ہمارے سامنے پیش کی ہے۔یہ امارات اور سلطانی کے بڑے بڑے محل ہی ہیں جن کے اندر انسانیت کی بربادی کی تمام خباثتیں پلیں اور یہی محل ہیں جنہوں نے خلفائے اسلام کی کچی دیواروں کی جگہ بن کر اسلام کی اصلی طاقت کو پاش پاش کردیا۔

جو شخص رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ نہ مانے فاروقی تلواراس کا فیصلہ یوں کریگی

مدینہ طیبہ میں ایک خرانٹ قسم کا لیڈر تھا جس کا نام ''بشر'' تھا اس منافق کا ایک یہودی سے اختلاف اور جھگڑا ہوگیا۔اتفاق سے یہودی اس معاملہ میں حق پر تھا اور بشر منافق سراسر بے ایمانی اور ہٹ دھرمی پر کمربستہ تھا یہودی نے کہا کہ چلو میں تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو مان لیتا ہوں وہ جو فیصلہ فرمادیں گے میں اس کو بخوشی تسلیم کرلوں گا۔

---

[۲۳] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد،أبو سھل الساعدی،جلد ۵،صفحہ ۵۶،دار صادر،بیروت)

بشر منافق جانتا تھا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو یقیناً حقانی فیصلہ سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دیں گے اور یہودی کو ڈگری عطا فرمادیں گے۔اس لئے اس نے کہا کہ نہیں ہم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حکم تسلیم نہیں کر سکتے بلکہ تم ''کعب بن اشرف'' یہودی کے پاس فیصلہ کے لئے چلو جو تمام یہودیوں کا سردار ہے۔ بشر منافق کو یہ امید تھی کہ کعب بن اشرف کو میں رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرالوں گا مگر جب یہودی اڑ گیا کہ میں تو تمہارے پیغمبر ہی سے فیصلہ کرانا چاہتا ہوں تو مجبوراً مرے دل سے بشر منافق نے بھی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حَکم مان لیا۔ جب یہ دونوں دربارِ رسول میں فیصلہ کرانے کے لئے حاضر ہوئے تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کو چونکہ وہ حق پر تھا ڈگری عطا فرمادی۔ چنانچہ یہودی نے تو اس حقانی فیصلہ کو دل سے قبول کر لیا مگر بشر منافق کی رگِ نفاق پھڑک اُٹھی اور اس نے فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ میں اس مقدمہ کا فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کراؤں گا یہودی اس پر بھی راضی ہو گیا کیونکہ اس کو عدلِ فاروقی پر پورا پورا اعتماد تھا کہ وہ ایک بال کے کروڑویں حصے کے برابر بھی حق سے ہٹنے والے نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ یہ دونوں حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر پہونچے اور آپ کے دربار میں اپنا مقدمہ پیش کیا اور یہودی نے یہ بھی عرض کر دیا کہ دربارِ رسول سے اس مقدمہ کا فیصلہ ہو چکا ہے جس کو میں نے تسلیم کر لیا ہے مگر بشر نے اس کو نہیں مانا اور آپ کے پاس فیصلہ کرانے کے لئے آیا ہے۔حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بشر منافق سے پوچھا کہ کیوں جی کیا واقعی رحمت عالم کے دربارِ نبوت سے اس مقدمہ کا فیصلہ ہو چکا ہے؟ بشر نے اقرار کر لیا کہ جی ہاں سرکارِ دوجہاں تو اس مقدمہ کا فیصلہ فرما چکے ہیں۔ یہ سننا تھا کہ حضرت فاروقِ اعظم نے فرمایا کہ اچھا تم لوگ کھڑے رہو میں گھر میں سے آ کر ابھی ابھی اس مقدمہ کا ایسا فیصلہ کر دیتا ہوں کہ پھر کہیں اپیل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہے گی یہ فرما کر جلدی جلدی آپ مکان میں داخل ہوئے اور فوراً ننگی شمشیر لے کر جلال اور غیظ وغضب میں باہر نکلے اور بشر منافق کی گردن پر تلوار کا بھرپور ہاتھ مارا کہ اس کی گردن کدو کی طرح کٹ گئی اور سر تربوز کی طرح دور جا گرا اور یہودی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جاؤ اس مقدمہ کا یہی فیصلہ ہے جو میں نے کر دیا جو ملعون رسول برحق کے حقانی فیصلہ سے منہ موڑے اس کا فیصلہ کرنے والا تلوار سے بہتر دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا۔

یہودی تو اسلام کی حقانیت سے انتہائی متاثر ہو کر اپنے گھر چلا گیا مگر اس واقعہ سے مدینہ کی سرزمین پر ایک تہلکہ مچ گیا کہ فاروقِ اعظم نے ایک کلمہ گو کو تلوار سے قتل کر دیا۔

چنانچہ بشر منافق کے تمام رشتہ داروں اور اس کی پارٹی کے معاون و مددگار رسولِ برحق کے دربار میں اس کے خون کا بدلہ

لینے کے لئے تیار ہوکر آئے اور قصاص کے طلبگار ہوئے اور قسمیں کھا کھا کر کہنے لگے یارسول اللہ! بشر کی نیت میں کوئی بُرائی نہیں تھی اور بہت ہی سچا اور پکا مسلمان تھا وغیرہ وغیرہ۔ اس کی ایمانداری اور دین داری کی تعریفوں کے بڑے بڑے پل باندھنے لگے اور اپنی منافقانہ روش کے مطابق حلف اُٹھا اُٹھا کر اور قسم کھا کھا کر رحمت عالم کو یقین دلانے لگے کہ بشر اور ہم سب کے سب صاحب ایمان اور سچے پکے مسلمان ہیں۔

منافقین رحمت عالم کے دربار میں اپنی منافقانہ بازیگری کا یہ شرمناک ناٹک اور قابل نفرت کھیل دکھا ہی رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آیاتِ بینات کو نازل فرما کر ان منافقوں کے پردہ چاک فرمادیا اور ان لوگوں کے مکروفریب اور سیہ کاریوں کے دام تزویر اور پُرفریب جال کا تاروپود بکھیر کر رکھ دیا اور بشر منافق کے واجب القتل ہونے کا اعلان فرمادیا اور اس کے خون کا کوئی بدلہ نہیں دلایا۔ (تفسیر خزائن العرفان) [۲۴]

فائدہ گویا مندرجہ ذیل آیات نازل کرکے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاباشی دی ہے اور ساتھ ہی منافقین اور عاشقین کا امتیاز بھی بتادیا۔ ملاحظہ ہوں

قرآن کی آیات

(۱) اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۝

(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۰)

ترجمہ: کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں اور اُن کا تو حکم یہ تھا کہ اُسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے۔

(۲) وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝

(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۱)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اُتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو دیکھو گے کہ منافق تم سے منھ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

---

[۲۴] (تفسیر خزائن العرفان، سورۃ النساء، آیت ۶۰ تا ۶۴)

(۳)فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ صلے ق بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِيْقًاo (پارہ۵،سورۃالنساء،آیت۶۲)

ترجمہ: کیسی ہوگی جب ان پر کوئی افتاد پڑے بدلہ اس کا جوان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا پھر اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اللہ کی قسم کھاتے کہ ہمارا مقصود تو بھلائی اور میل ہی تھا۔

(۴)اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ق فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ عِظْهُمْ وَ قُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًاo (پارہ۵،سورۃالنساء،آیت۶۳)

ترجمہ: ان کے دلوں کی تو بات اللہ جانتا ہے تو تم اُن سے چشم پوشی کرو اور انہیں سمجھا دو اور ان کے معاملہ میں اُن سے رسا بات کہو۔

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًاo (پارہ۵،سورۃالنساء،آیت۶۴)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

تبصرۂ اُویسی غفرلہ (۱) یہ بہت بڑا کام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبۂ عشق سے کیا۔ ثابت ہوا کہ عشق دلیل کا محتاج نہیں کیونکہ انہیں اس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا نہ صراحۃً نہ اشارۃً نہ کنایۃً۔

(۲) جذبۂ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کام کیا جائے اور وہ شرعی اُصول کے منافی نہ ہو تو اس کا اللہ تعالیٰ بہت بڑا انعام عطا فرماتا ہے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ کتنا ہی اونچا مرتبہ رکھتا ہو وہ واجب القتل ہے لیکن یہ حکومت کا کام ہے ہم اسے بیزاری و نفرت سے دیکھیں گے اور اس سے کوسوں دور رہینگے۔ مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب ''بدمذاہب سے بیزاری'' میں پڑھئے۔

امامِ مسجد کو قتل کردیا ہم ظاہری اطوار کو دیکھ کر سوچ میں پڑ جاتے ہیں کہ نیک لوگ ہیں اس پر سختی وتشدد دین کے خلاف ہے لیکن عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ایسی نرمی بے دینی کی طرف لے جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ایسی لچک نہ تھی وہ کسی سے ذرہ بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معمولی سی کمی بھی برداشت نہ کرتے چنانچہ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

سورۂ عبس کی ابتدائی آیات سے بظاہر ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے شاید ذرا جلالت آمیز لب ولہجہ میں خطاب کیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا کہ ایک مسجد کا امام ہمیشہ نماز میں اسی سورت کی قرأت کرتا ہے آپ کی غیرتِ عشق نے یہ گوارانہ کیا کہ محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو گھٹا کر پیش کیا جائے خواہ ایسی کوشش تلاوتِ قرآن کی آڑ میں ہی کیوں نہ ہو آپ نے ایک آدمی بھیج کر اس امامِ مسجد کو قتل کروادیا۔ (تفسیر روح البیان) ۲۵

تبصرۂ اُویسی غفرلہٗ یہ امام تابعین میں سے تھا اور تابعین کا مرتبہ عنداللہ بہت بڑا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت بلندتر ہے۔ اس نزاکت کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خوب جانتے تھے۔ دیکھئے یہ امام صراحۃً گستاخی نہیں کررہا تھا بلکہ قرآن پڑھتا تھا اور وہ بھی نماز میں لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرزِ ادا سے جان لیا کہ اس کا قرآن پڑھنا ایک بہانہ ہے اسی لئے قتل کرادیا۔ ہمارے دور کے گستاخ اس سے بڑھ کر ہاتھ دکھا جاتے ہیں ہمیں ان کی اس کاروائی کا یقین بھی ہوتا ہے لیکن چشم پوشی سے کام لیتے ہیں۔ آج تو جیسے ہوگا لیکن کل قیامت کی سزا بہت سخت ہے۔

انتباہ ایسے گستاخوں کو قتل کرنا ہمارا کام نہیں یہ حکومت کا کام ہے ہم ان سے بیزار رہیں یہی کافی ہے۔

ابوسفیان کو دھمکی کتب سیر میں ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جب اسلامی لشکر مکہ کے قریب ''مَرَّالظَّہْرَانِ'' پر خیمہ زن ہوا تو رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر سوار ہو کر نکلے ذرا دور سردارانِ قریش ابوسفیان حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا سے ملاقات ہوئی آپ نے انہیں بتایا کہ اسلامی لشکر تمہارے سر پر آپہنچا ہے اور تمہاری خیر اسی میں ہے کہ میرے ساتھ چلو اور سرکارِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چل کر امان کے طلب گار بن جاؤ۔ چنانچہ آپ ابوسفیان کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں چل پڑے۔ آپ جہاں سے گزرتے پہرہ دار مجاہد اور لشکر اسلام کے خیمہ زن سپاہی پوچھتے کون؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر اور حضرت عباس کو پہچان کر بیٹھ جاتے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزر ہوا تو آپ آگے بڑھے اور یہ دیکھ کر کہ آپ کے ہمراہ ابوسفیان ہے بولے یہ تو خدا کا دشمن ابوسفیان

---

۲۵ (تفسیر روح البیان، پارہ ۳۰، سورۃ عبس، الجزء العاشر، الصفحۃ ۳۳۱، دارالفکر بیروت)

ہے پھر اس سے مخاطب ہوکر فرمایا الحمدللہ کہ تجھ پر کسی شرط اور عہد کے بغیر قابو پانے کا موقع مل گیا۔ پھر تیزی سے بارگاہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب روانہ ہوئے تا کہ ابوسفیان کے قتل کی اجازت لے لیں۔ دریں اثنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خچر دوڑا کر پہلے بارگاہِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں پہنچ گئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہوکر قتل ابوسفیان کی اجازت مانگی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میں نے ابوسفیان کو پناہ دی ہے حضرت عمر نے مزید کچھ کہنا چاہا تو حضرت عباس بولے ''عمر! اگر یہ بنی عدی بن کعب (حضرت عمر کا قبیلہ) میں سے ہوتا تو تم یہ نہ کہتے'' حضرت عمر نے جواب دیا ''عباس! آپ نے کیا کہا؟ قسم بخدا آپ کا اسلام لانا میرے نزدیک اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کا اسلام لانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے اس لئے مجھے بھی آپ کا دوزخ کی آگ سے بچانا اپنے باپ کی دوزخ سے رہائی پانے سے زیادہ اچھا لگا ہے۔ (شرح معانی الآثار) [۲۶]

فائدہ نہ صرف ابوسفیان کو دھمکی دی بلکہ اس کے قتل کرنے کے در پے ہوئے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیار کیا بلکہ کہا آپ کا اسلام لانا مجھے باپ کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے اس لئے کہ آپ کے اسلام لانے سے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی ہے۔

ان حقائق کے بیان کے بعد فقیر اہل اسلام سے اپیل کرتا ہے کہ ایمان کی پختگی کے لیے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنائیں اس میں دنیا کی بہتری اور آخرت میں نجات ہے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

۲۷ ربیع الاول شریف بروز سوموار مبارک

﴿نظر ثانی کی سعادت ابن حضور فیض ملت محمد فیاض احمد اُویسی رضوی کو بستی حامد آباد (رحیم یار خان) میں ۳ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ شبِ منگل کو ہوئی۔﴾

---

[۲۶] (شرح معانی الآثار، کتاب الحجۃ فی فتح مکۃ عنوۃ، الجزء الثالث، حدیث ۵۴۵۰، الصفحۃ ۳۲۰ و ۳۲۱، عالم الکتب بیروت)